**فائدہ (۱)** کھانے پینے کی چیز میں نجاست لگ جائے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے (یعنی ناپاک حصہ پھینک کر باقی چیز استعمال کی جائے۔مترجم) اگر اس میں تین بار پانی ڈال کر ہر بار اسے خشک کیا جائے، یہاں تک کہ ناپاکی ختم ہونے کا یقین ہوجائے تو وہ چیز پاک ہوجائے گی (خانیہ)

**مسئلہ (۲)** ناپاک پانی سے مٹی بھگوئی جائے، یا اس کے برعکس ناپاک مٹی کو پاک پانی سے بھگویا گیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ اس کے پاک ہونے کا اعتبار کیا جائے گا (اشباہ)

**فائدہ (۳)** اونٹ کی لید سے گندم کے دانے نکال کر دھوکر کھانے اور بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر گائے بیل کا گوبر ہو تو اس کے دانے استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ لید سخت ہوتی ہے اس میں اس بات کا امکان کم ہوتا ہے کہ ٹھوس دانوں میں نجاست داخل ہو جبکہ گوبر میں یہ بات نہیں ہے (خانیہ بحوالہ کبریٰ اور قاضی خان) صحیح یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں فرق یوں کیا جائے کہ اگر دانے نرم اور پھٹنے کے قریب ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے بصورت دیگر جائز ہے، چاہے اونٹ بکری کی لید سے حاصل ہوں یا بھینس اور گائے کے گوبر سے۔

**سوال:** مرے ہوئے جانور کے دودھ کے بارے میں کیا حکم ہے، کیا وہ پیا جاسکتا ہے یا نجس ہے؟ بیان کرو اور اجر حاصل کرو۔

**جواب:** بظاہروہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاک اور پینے کے لائق ہے۔ امام ابویوسف اور محمد کے نزدیک پاک نہیں ہے۔راجح قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔(قنیہ، درمختار) عالمگیری میں ہے کہ مرے ہوئے جانور کا دودھ، انڈے کا چھلکا، کچا بچہ جو ماں کے پیٹ سے نکلے امام ابوحنیفہ کے نزدیک پاک ہے (محیط) مردار کے بال، ہڈیاں اور وہ اشیاء جن میں روح نہیں ہوتی، دودھ، کچا انڈا، سانپ کا چھلکا، انسان کے بال اور اس کی ہڈی پاک ہیں (حاوی القتاوی) مختار الفتاویٰ میں ہے کہ مری ہوئی عورت، بکری، گائے کا دودھ پاک ہے۔ سراجیہ میں ہے کہ مری ہوئی مرغی سے نکلا ہوا انڈا اور مری ہوئی بکری کا دودھ پاک ہے۔سراج الظلام میں حدادی لکھتے ہیں کہ بکری مر جائے تو اس کا دودھ امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے کیونکہ موت اسے حرام نہیں کرتا۔ بحر میں ہے کہ اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جسم کے وہ سب حرام حصے جن میں جیتے جی خون ہو مرنے کے بعد ان کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا بشرطیکہ جسم کا حصہ ہوں۔ مثلاً بال، داڑھی، چونچ، ہڈی، پٹھے، کھر، دودھ، کچے چھلکے والا انڈا اور پنیر۔ اس بارے میں ہمارے علماء میں اختلاف نہیں۔اختلاف اس پنیر اور دودھ کے بارے میں ہے جو اوجھڑی کے قریب ہوتا ہے کہ آیا پاک ہے یا ناپاک؟ امام ابویوسف اور محمد کہتے ہیں کہ گندی جگہ سے قریب ہونے کی بنا پر ناپاک ہے۔ امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ناپاک نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ بذات خود دودھ پاک ہے اور موت واقع ہونے کی وجہ سے وہ ناپاک نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اور اس بات پر فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے۔ امام ابویوسف اور محمد ناپاک جگہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ان کے ناپاک ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ جیسا کہ سراج الظلام میں صراحت ہے کہ صاحبین کے بقول ایسا دودھ بذات خود نجس نہیں مگر گندی جگہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ناپاک ہوجاتا ہے۔ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ آخر نجس جگہ کے قریب ہونے کے باوجود امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ پاک کیسے ہوگیا؟ جواب یہ ہے کہ شکم مادر میں دودھ پاک ہے تو پھر اوجھڑی کے قریب ہونے کی بنا پر ناپاک نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ فتح القدیر سے سمجھ میں آتا ہے۔ موصوف امام اعظم کی طرح سے دلیل دیتے لکھتے ہیں کہ جب تک نجاست پیٹ کے اندر ہے اس کی ناپاکی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو چیز بذات خود پاک اور پیٹ کے اندر ہو اس کی ناپاکی کا حکم کس طرح لگایا جائے؟ شرعاً یہ بھی ثابت ہے کہ جب تک شرعی دلیل موجود نہ ہو، اس وقت تک مرنے سے زندگی کی حالت ختم نہیں ہوتی۔ اس لحاظ سے اوجھڑی کے قریب موجود دودھ اور پنیر کو پاک قرار دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

بالصواب

**سوال:** دانتوں میں خلال کرنے سے کھائی ہوئی چیز نکلی جو بالکل تبدیل ہوچکی تھی، یہاں تک کہ اس کی بدبو محسوس ہوئی۔ وہ پاک ہے یا ناپاک؟بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

**جواب:** بظاہر اس کے ناپاک ہونے کا حکم ہے کیونکہ کھائی ہوئی چیز جب بالکل بدل جائے تو ناپاک اور حرام ہوجاتی ہے (اشباہ) آپ پوچھیں گے کہ اسے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ بظاہر اسے لعاب سے پاک کیا جاسکتا ہے۔تنویر الاذہان، الضمائر شرح الاشباہ والنظائر میں ہے کہ ہاتھ شراب سے خراب ہوجائے تو تین بار رگڑنے سے پاک ہوجائے گا جس طرح منہ لعاب سے پاک ہوتا ہے۔ بحرالرائق قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ: ''آدمی گھوڑے اور جس جانور کا گوشت کھایا جائے، اس کا جھوٹا پاک ہے۔شرابی کا جھوٹا اس حکم سے خارج اور ناپاک ہے۔ اس کا سبب اس کے جسم کی نہیں بلکہ منہ کی نجاست ہے۔وہ زبان سے اپنا لعاب صاف کرکے پی جائے تو پھر اس کا جھوٹا ناپاک نہ ہوگا۔فقہ کی اکثر کتابوں میں اسی طرح ہے۔ خلاصہ اور تجنیس میں ہے کہ شرابی اپنی زبان سے ہونٹوں اور منہ کو ملے تو وہ پاک ہوجائے گا جس طرح کپڑے پر لگی شراب رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے۔ یہ حکم امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کے قول کے مطابق ہے۔ضرورت کے تحت امام ابویوسف کی نزدیک تھوکنے کی شرط ساکت ہے۔ بظاہر ضروری ہے کہ شرابی منہ کا لعاب نگلنے کے بجائے تھوکے تاکہ نجاست اس کے منہ میں نہ پہنچے۔ بحر میں اشباہ کے اس قول کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ بحوالہ نہایہ لکھتے ہیں کہ ''چیز کی اصلیت و ماہیت بدل جائے تو یہ مطلب نہیں کہ لامحالہ ناپاک ہوگئی۔اس سے وہ قول ضعیف ثابت ہوگیا جو خزانہ کے حوالہ سے بیان کیا گیا تھا کہ جو چیز اپنی اصلیت بدل دے وہ ناپاک ہوجاتی ہے۔ نہایہ میں ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ اس طرح کھائی ہوئی چیز ناپاک ہوجائے مگر بیمار یا نقصان دہ ہونے کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ مجدالائمہ رحمانی معتزلی کا قول ہے کہ کھانے کی چیز اپنی حالت بدل دے تو ناپاک ہوجاتی ہے (قنیہ بحوالہ الصلوٰۃ الجلالی) اس کی تردید کرتے ہوئے مصنف کتاب الاشربہ لکھتے ہیں کہ کھانے کی جو چیز بالکل بدل جائے تو ضروری نہیں کہ وہ حرام بھی ہوجائے۔اس کی تائید قنیہ کی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ اگر برتن وغیرہ میں پانی خراب اور بدبودار ہوجائے، یہاں تک کہ اس کا استعمال ناممکن ہوجائے تو بھی پہلے کی طرح پاک ہوگا۔ ان روایات سے بحر کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ خراب کھانے کی چیز بیماری اور نقصان کے خطرے کی وجہ سے حرام ہے نہ کہ نجاست کی وجہ سے۔اسی بات کو تحفۃ الاخیار میں یوں بیان کیا گیا ہے: ''خراب گوشت نجاست کی بنا پر نہیں بلکہ بیماری پیدا کرنے کی وجہ سے حرام ہے۔'' عنایہ میں ہے کہ طویل عرصہ کھانے پینے کی چیزیں رکھی رہنے کی وجہ سے خراب ہوجائیں تو بھی ناپاک نہیں ہوں گی۔ کہا جاسکتا ہے کہ اگر مچھلی کا گوشت خراب ہوجائے تو کیا وہ بھی حرام ہے؟ واضح ہو کہ قرآن مجید میں ''لحم البحر'' سے مراد مچھلی کا گوشت ہے۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا پھر مچھلی کھائے تو وہ حانث یعنی خلاف ورزی کرنے والا نہ ہوگا کیونکہ قسم عرف عام پر محمول ہوتا ہے، اس وجہ سے معاملہ قدرے مشکل معلوم ہوتا ہے۔بہرحال عام عادت کے مطابق خراب مچھلی کا گوشت کھایا جاتا ہے لیکن ایسی مچھلی کو حرام قرار دینے کا بنیادی سبب موجود نہیں،اس لئے کہ تلی مچھلی کھانے میں نقصان نہیں لہٰذا حرام نہیں۔ہدایہ کے مطابق مچھلی حقیقی اعتبار سے گوشت نہیں، لہٰذا اس پر گوشت کا اطلاق نہیں ہوتا واللہ اعلم۔ بظاہر مصنف بحر نے نہایہ کی عبارت سے جو استدلال کیا ہے،اس کے مطابق خراب بدبودار چیز نقصان دہ ہونے کے باوجود ضروری نہیں ہے کہ ناپاک بھی ہو، البتہ اس چیز کی بدبو کی ناپاکی کا مسئلہ اس حکم سے خارج ہے لہٰذا اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں۔ ہدایہ کی عبارت میں اشارہ ہے کہ ایسی چیز اور اس کی بدبو دونوں ناپاک ہیں۔ امام شافعی حرام

کے کچرے کے ناپاک ہونے کے قائل ہیں۔اس کے جواب میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ"حمام کا کچرا جو بدل جائے، ناپاک ہے، نہ کہ اس کی بدبو۔" جس کی بنا پر عنایہ کے مصنف پر بدبودار کیچڑ کا مسئلہ مشتبہ ہوگیا۔ دراصل کسی چیز کے ناپاک ہونے کا سبب اس کا خراب اور بدبودار ہونا ہے اور یہاں دونوں اسباب مفقود ہیں۔ایک چیز کے جزو کے نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کل نہیں۔ اس وضاحت کے مطابق کسی چیز میں بدبو اور خرابی پیدا ہوجائے تو وہ ناپاک ہے۔بنابریں کوئی چیز انتہائی حد تک بدل جائے اور اس میں فساد یعنی خرابی پیدا ہوجائے تو وہ ناپاک ہے۔ البتہ اسے تیل اور گھی میں تبدیل کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے۔واللہ اعلم بالصواب

**سوال:** نجس پانی میں گرم زیورات ڈالے جائیں تو دھونے سے پاک ہوں گے یا انہیں پاک پانی پلایا جائے جس طرح چھری کو پلایا جاتا ہے۔ بیان کریں اور اجر حاصل کریں۔

**جواب:** بظاہر دھونے سے زیورات پاک ہوجائیں گے۔ ان کو مخصوص طریقہ سے پانی پلانا ضروری نہیں۔ کیونکہ جس چیز کو پانی پلایا جاتا ہے وہ نجاست کو جذب کرتی ہے اور یہ بات چھری کی معاملہ میں بالکل واضح ہے کہ اس کا اثر اس کی تیزی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس گرم زیورات پانی میں ڈالنے کا مقصد ان کو ٹھنڈا کرنا ہوتا ہے نہ کہ ان کو پانی پلانا۔ پانی طبعاً گرم چیز کو فی الفور ٹھنڈا کردیتا ہے۔ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ:"جواہر الاخلاطی میں ہے کہ جب کسی چیز کو پتلی نجاست پلائی جائے، مثلاً چھری گرم کر کے ناپاک پانی میں ڈالی جائے یا مٹی کے برتن اور نئی اینٹ میں شراب جذب ہوجائے تو پاک کرنے کے لئے امام ابو یوسف کے نزدیک چھری کو گرم کر کے پاک پانی میں ڈالا جائے۔ یہ عمل تین بار دہرایا جائے۔ اینٹ اور مٹی کا برتن تین بار دھو کر خشک کیا جائے۔ جواہر میں ہے:"قاضی ابو یوسف کا قول مختار ہے کیونکہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ پانی جذب کرنے کا دارومدار متعلقہ چیز کی جذب کی صلاحیت پر ہے۔" کہا جاسکتا ہے کہ چھری کی طرح زیورات میں بھی پانی جذب ہوتا ہے اور زیورات مٹی کے برتن اور اینٹ وغیرہ سے پانی کم جذب نہیں کرتے۔ جواب یہ ہے کہ اگر یہی بات ہے تو چھری تین بار دھو کر خشک کرنے سے زیورات پاک ہوں گے(درمختار) ۔۔۔واللہ اعلم بالصواب (یہ مسئلہ تفصیل سے اوپر بیان ہوا۔مترجم)

**سوال:** کیا منی ناپاک ہے؟

**جواب:** بالکل ناپاک ہے۔ تر ہو تو دھوئی جائے، خشک ہو تو کھرچنا کافی ہے(ہدایہ)واللہ اعلم بالصواب۔

**سوال:** کتا پانی میں منہ ڈالے تو کس طرح پاک کیا جائے؟ کیا دودھ، روغنیات، لسی وغیرہ کو بھی پانی کی طرح پاک کیا جائے گا؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں؟

**جواب:** بظاہر تمام مائعات یعنی بہنے والی چیزوں اور فروٹ کے رَس وغیرہ کو پانی کی مانند پاک کیا جائے گا(قہستانی) جس کی تفصیل اوپر بیان ہوئی۔ یہ جواب مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کا ہے۔گھی اگر جما ہوا نہیں ہے تو بہنے والی چیزوں یعنی مائعات کے حکم میں ہے، اگر جامد ہے تو اسے ابال کر پاک کیا جائے۔دلیہ اور دیگر کوٹی یا پسی ہوئی چیزیں مائعات میں شامل نہیں،اس لئے وہ پانی کی طرح پاک نہیں ہوں گی، واللہ اعلم بالصواب۔

**سوال:** جو شخص مردارخور ہو، کیا وہ تجدید اسلام کرے یا حرام کھانے سے توبہ تائب ہونا کافی ہے؟ نیز کیا اس کے لئے ہاتھوں اور کپڑوں کو دھونا اور غسل کرنا لازمی ہے؟

**جواب:** اگر مردار کو حلال سمجھ کر کھائے اور کلمہ بھی پڑھے تو ضروری ہے کہ تجدید اسلام کرے۔ حرام سمجھ کر استعمال کرتا ہے تو صرف توبہ تائب ہونا کافی ہے۔ ہاتھوں، کپڑوں کا دھونا اور غسل کرنے کا مسئلہ اس امر پر منحصر ہے کہ اگر ناپاک ہیں تو ان کو دھوئے جب نماز کا ارادہ کرے، واللہ اعلم بالصواب۔

**سوال:** مکھی کی بیٹھ کا کیا حکم ہے؟

**جواب:** بظاہر اسے ناپاک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بحوالہ مفتاح الاسلام متانہ میں ہے کہ مکھی کی بیٹ (قابل اعتراض) چیز نہیں۔کہا جاسکتا ہے کہ مکھی اڑتی ہے اور کھائی

جانے والی نہیں (جوہری) ابن حاجب کا قول بھی اسی کے قریب ہے۔اس لئے فقہی کتب متن کی ترجیحی روایات کے مطابق اس کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے کیونکہ اس صورت میں مکھی ان اڑنے والے حشرات کے حکم میں سے ہے جن کو نہیں کھایا جاتا۔ اگر اسے پرندوں میں شمار نہ کیا جائے تو اس کی بیٹ نجاست غلیظہ شمار ہوگی۔ دونوں صورتوں میں کوئی اس بات کو نہیں مانے گا کہ اس میں خرابی نہیں ہے۔میں عرض کرتا ہوں کہ فقہی قواعد وضوابط کا تقاضا بیشک یہی ہے،مگر عموم بلوہ اور حرج کی بنا پر اسے ناپاک قرار نہیں دیا جاسکتا،جیسا کہ چمگادڑ کے پیشاب کے بارے میں حکم ہے۔اس کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے۔ مجبوری کی وجہ سے چوہے کے پیشاب کا بھی یہی حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے(درمختار) ظاہر ہے کہ بہ نسبت چوہے کے مکھی کی بیٹ وغیرہ سے بچنا ناممکنات سے ہے،اس لئے ناپاک نہیں۔ یاد رہے کہ مکھی ان حشرات الارض میں سے ہے جن میں خون نہیں،پس جو بھی چیز اس سے نکلے گی وہ ناپاک نہیں۔چنانچہ حموی بحوالہ شیخ کہتے ہیں کہ جاندار دو اقسام پر ہیں: ۱- جن میں بہتا خون ہے۔مثلاً چوہا،سانپ، گرگٹ۔ ان میں سے جو کچھ برآمد ہوگا وہ ناپاک ہے اور ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ ۲- جن میں بہتا خون نہیں، ان سے جو کچھ نکلے وہ ناپاک اور نجس نہیں۔ مکھی کی بیٹ کے نجس نہ ہونے کے بارے میں یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے۔

**فائدہ** (۱) جن چیزوں کو نچوڑا جاتا ہے، ان کو نچوڑ کر پاک کرنے کی شرط اس وقت ہے جبکہ ان کو پانی سے باہر دھویا جائے۔جاری پانی میں کپڑا دھویا اور پانی اس پر بہنے لگا تو وہ نچوڑے بغیر پاک ہوجائے گا۔جو اشیاء نچوڑی نہیں جاسکتیں، ان کو دھوکر خشک کیا جائے گا۔ اسے بار بار پانی میں اندر ڈالنا بھی شرط نہیں(بحر) یہی قول مختار ہے(درمختار)

**فائدہ**(۲) جو اشیاء جنس زمین سے نہیں اور زمین کے اندر ہیں،مثلاً اینٹ،پتھر اسی طرح درخت، گھاس، لکڑی، سرکنڈے جو زمین میں لگے ہوئے ہوں یا در و دیوار۔ اگر ان میں سے کوئی چیز ناپاک ہوجائے تو ان کو کھرچا جائے یا سوکھنے سے وہ پاک ہوجائیں گی (فرائض الاسلام) البتہ اگر مذکورہ بالا اشیاء زمین سے جدا ہوں تو ان کو دھویا جائے گا(درمختار)

**سوال:** کپڑے بننے والے ریشمی دھاگے ناپاک ڈرم وغیرہ میں ڈال کر رنگتے ہیں۔ اس طرح کپڑے تیار ہوں تو وہ پاک ہوں گے یا ناپاک؟ بیان کریں اور اجر حاصل کریں؟

**جواب:** یقین کامل ہو تو ایسے کپڑے ناپاک ہیں،کیونکہ اون ان اشیاء میں سے نہیں جن کو مصنف اشباہ اور اس کے شارحین نے پاک چیزوں میں شامل کیا ہے،واللہ اعلم بالصواب۔

**سوال:** خون چوستے وقت جونک سے جو رطوبت اور تری برآمد ہوتی ہے، کیا وہ ناپاک ہے؟

**جواب:** جاندار دو قسم ہیں:۱- جن میں بہتا خون ہے۔مثلاً چوہا،سانپ،گرگٹ۔ان سے جو برآمد ہو،وہ ناپاک اور ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔۲- جن میں بہتا خون نہیں، ان سے جو کچھ نکلے پاک ہے( حموی)۔ظاہر ہے جونک میں بہتا خون ہے،اس لئے اس سے نکلی ہوئی ہر چیز ناپاک ہے،واللہ اعلم۔

**سوال:** کپڑوں پر "باسم جیٹ" نامی نقش و نگار کیے جاتے اور سردی میں عوام و خواص ان کو پسند کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کے بال استعمال کیے جاتے ہیں، پھر کپڑے دھوئے بھی نہیں جاتے۔کیا ایسے کپڑے پاک ہیں یا ناپاک؟

**جواب:** بظاہر اس سلسلہ میں خنزیر کے بال استعمال کرنے کی اطلاعات یقینی اور درست نہیں، قابل اعتماد لوگوں کے مطابق گھوڑے کی دم کے بال اور بانس کے چھوں کا سفوف استعمال ہوتا ہے جسے "موخ" کہتے ہیں۔ بنا بریں محض شک و شبہہ کی بنا پر اس قسم کے کپڑے ناپاک نہیں۔ جس کپڑے کے بارے میں شک ہو، وہ یقیناً پاک ہے جب تک اس کے ناپاک ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ کنوئے اور تالاب کا بھی یہی حکم ہے جہاں سے ہر شخص پانی پیتا ہے۔ کافر اور مشرک جو کپڑے تیار کرتے ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ بنیادی طور پر ہر چیز پاک ہے۔ (جواہر الاخلاطی) اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (جاری)

ڈاکٹر غلام محمد لاکھو

ریال سندھ

# شہید مخدوم بلال سموں

بعض تذکروں نے آپ کا نام بلاول سندھی بھی لکھا ہے لیکن سندھ بھر میں ان کو شہید مخدوم بلال سموں (سمہ) کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ مخدوم صاحب کا تعلق "سمہ" قبیلے سے ہے، جو کہ سندھ کا ایک مقتدر قبیلہ مانا جاتا ہے[1] اتفاق سے آپ جب اس دنیا میں موجود تھے، تب سندھ میں سمہ قبیلے کی حکمرانی تھی۔ اس قبیلے نے سن 750ھ / 1351ع میں حکومت کا آغاز کیا اور 927ھ / 1520ع میں ان کا خاتمہ ہوگیا۔[2]

مخدوم بلال کب اور کہاں پیدا ہوئے، اس کے متعلق یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ آپ کی پیدائش جام نظام الدین المعروف جام نندہ (866ھ/1461ع-914ھ/1508ع) کے دور حکومت کے ابتدا میں ہوئی۔ جام نندہ تاریخ سندھ میں ایک منفرد کردار کے مالک تھے۔ تاریخ میں ان کی بڑی تعریف ملتی ہے۔[3] ایک رائے ہے کہ مخدوم بلال کا تعلق بھی اس خاندان سے تھا جو کہ ٹھٹھہ میں حکومت کررہے تھے۔ لیکن یہ خیال یقینی طور پر درست نہیں۔

مخدوم بلال کے والد کا نام مخدوم حسن بتایا جاتا ہے۔ آپ نے اپنے دور کی مروجہ تعلیم احسن طریقے سے حاصل کی۔ گمان غالب ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت، اس دور کے دارالخلافہ ٹھٹھہ میں ہوئی۔ بعد میں سیوہن کے نزدیک ٹلٹی نام کے قصبہ میں، آپ نے ایک مدرسہ قائم کیا اور درس وتدریس کا آغاز کیا۔

اس درسگاہ سے ہزاروں شاگرد فارغ التحصیل ہوئے۔ ایک عالم اور استاد کے طور پر پوری سندھ میں آپ کی پذیرائی ہوئی۔ میر معصوم نے لکھا ہے کہ:

"یہ موضع ٹلٹی میں سکونت رکھتے تھے اور زیادہ تر لوگوں کے پندوعظ میں مصروف رہا کرتے تھے۔ زہد وتقویٰ میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ علم تفسیر اور حدیث میں ماہر تھے، اور اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ ان کے جملہ حالات وکمالات تحریر کرنے سے قلم قاصر ہے۔"[4]

ایک اور جگہ آپ کے علم اور علمیت کی یوں تعریف ملتی ہے:

"الشیخ العالم الکبیر المحدث محدث وفقہ کے بڑے عالم۔ درس وتدریس میں مشغول زہد وتقویٰ شریعت پر عامل اور کتاب وسنت پر مواظبت طرہ امتیاز تھا۔ صاحب کشف وکرامات تھے۔"[5]

مخدوم بلال ایک صوفی اور پیر طریقت بھی تھے۔ اس حیثیت میں تذکروں نے آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔ ایک بار وہ ٹلٹی سے مخدوم لعل شہباز کی زیارت کے لئے سیوہن آرہے تھے۔ کشتی میں سفر کررہے تھے کہ ملاحوں نے فحش اور بیہودہ کلمات استعمال کرنے شروع کیے۔ جب یہ کلمات مخدوم صاحب نے سنے تب اپنی ٹوپی اپنے خادم کو دی جس نے یہ ٹوپی اس ملاح کے سر پر رکھی جو گالیاں دے رہے تھا۔ ملاح ایک دم وعظ و نصیحت اور آیات قرآنی کی تفسیر بیان کرنے لگا، اس طرح آپ کی بزرگی عیاں ہوتی ہے۔[6]

محمد غوثی نے بھی مخدوم صاحب کی بڑی مدح کی ہے۔

لکھتا ہے کہ:

''عارف اور خلق کے معروف تھے ایک رات کا واقعہ ہے کہ مخدوم خلوتخانہ کے اندر مطالعہ اور مشاہدہ میں مشغول تھے، پیاس کا زور بڑھا تو پانی کے لئے باہر آنا پڑا۔ ناگاہ خواجہ خضر علیہ السلام موجود ملے جو کچھ دیا اور پایا جو کچھ پایا۔'' (۷)

ایک اور ادیب نے لکھا ہے کہ:

''وہ سالک اور صاحب طریقت رموز شریعت کے واقف، حقائق طریقت کے عالم اور واصل باللہ تھے۔'' (۸)

رات کو جب آپ پانی سے بھری ناند میں بیٹھے، تب ذکر کے جوش سے پانی گرداب کی طرح چکر کھانے لگا۔ صبح کو پانی سے باہر نکلے تب بھی پانی میں جوش رہا اور جب تک اسے دریا میں نہیں پھینکا وہ ساکت نہیں ہوا۔ (۹)

مخدوم صاحب کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ کا تعلق کبرویہ سلسلہ کے ایک ایسے سندھی بزرگ سے تھا جس کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ محمد اسحاق کے توسط سے سید علی ہمدانی سے ملتا تھا۔ (۱۰) جمالی دہلوی کی تحریر سے بھی ان کا سلسلہ سہروردیہ سے تعلق عیاں ہوتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ:

''وہ بہت ریاضت کرنے والے اور پاک اعتقاد تھے، جب میں اس گاؤں میں پہنچا تو میں نے ان سے ملاقات کی۔ ان کے سامنے ''عوارف'' رکھی تھی۔ اس حقیر (جمالی) سے چند مقامات پوچھے وہ صاحب دل انسان تھے۔'' (۱۱)

آپ کے چھ خلیفے تذکروں میں بڑی حیثیت رکھتے ہیں:

سید حیدر: سن (ضلع دادو) میں مزار ہے۔

مخدوم ساہڑ: آپ کا مقبرہ انڑ پور (ضلع دادو) میں واقع ہے۔

مخدوم رکن الدین: معروف مخدوم متھو۔ مکلی پر مزار ہے۔

مخدوم حسن: پیر بلاولی (نزد ہالا) میں خانقاہ موجود ہے۔

مخدوم ہنگورو: آپ کا مقبرہ گیرہ (ضلع نواب شاہ) میں ہے۔

مخدوم سعد: عرف مخدوم ساند سکرنڈ (ضلع نواب شاہ) کے قریب مدفن گاہ ہے۔ (۱۲)

مخدوم صاحب کا ایک اور معتقد بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان کا نام دانیال ہے۔ جب انہوں نے مخدوم بلال کی بزرگی کی بات سنی تب باغبان (نزد دادو) سے چل کر ٹلٹی پہنچے۔ مخدوم بلال کے معتقد بنے اور منت سماجت کرکے ٹلٹی سے باغبان لے گئے۔ اس کے بعد مخدوم مستقل طور پر باغبان رہنے لگے۔ (۱۳)

مخدوم صاحب سندھ بھر میں ایک وطن دوست عالم اور دانشمند کے روپ میں بھی یاد کیے جاتے ہیں۔ جام نندو کے دور میں 901ھ/1501ع کے سال میں سید محمد جونپوری سندھ پہنچے اس نے مکلی پر قیام کیا اور اٹھارہ ماہ تک یہاں مقیم رہا اور اپنے فکر کی تبلیغ کی۔ جب کچھ معتبر آدمی ان کے حلقہ میں شامل ہوگئے، تب جام نندہ کو ان کی بڑھتی ہوئی تحریک کا اندازہ ہوا۔ مخدوم بلال، سید صاحب کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ آخرکار مہدی جونپوری مجبور ہوکر سندھ سے قندھار چلا گیا۔ یہ 908ھ/1502ع کا واقعہ ہے جب سید مہدی قندھار پہنچا تب وہاں کے حاکم شاہ بیگ ارغون آپ کا معتقد ہوگیا۔ سید نے 910ھ/1504ع میں فداہ میں وفات پائی۔ (۱۴)

جام نندہ اڑتالیس برس حکومت کرنے کے بعد سن 914ھ/1508ع میں فوت ہوگیا۔ سندھ کی سیاسی بساط تیزی سے الٹنے لگی۔ ان کا جانشین جام فیروز نااہل حاکم ثابت ہوا۔ شاہ بیگ ارغون نے حالات کا فائدہ لیتے ہوئے سن 927ھ/1520ع میں سندھ پر حملہ کیا۔ ٹھٹھہ میں شدت کی جنگ ہوئی۔ سپہ سالار دریا خان مارا گیا۔ اب شاہ بیگ نے سندھ پر قبضہ کیا۔ مخدوم بلال نے حملہ آور کی زوردار مخالفت کی۔ آپ نے اپنے مریدوں کو لڑائی کے لئے تیار کیا۔ ٹلٹی کے میدان پر جنگ ہوئی ارغون حاکم نے جنگ کے بعد ٹلٹی کو

تاراج کرادیا۔[15]

سندھ میں صدیوں سے متواتر یہ روایت موجود ہے کہ اس جنگ کے بعد مخدوم بلال کو گرفتار کیا گیا اور بعد میں شاہ بیگ کے حاکم نے شہید کردیا۔ مقامی تذکرے بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔[16] جب کہ میر معصوم نے لکھا ہے کہ:

"مخدوم بلال 929ھ/1522ع میں فوت ہوگئے۔"[17]

سید عبدالقادر نے آپ کے وفات 931ھ/1524ھ لکھی ہے۔[18]

سندھ میں جو قدیم فارسی گو شاعر گزرے ہیں۔ مخدوم بلال کا نام ان میں سرفہرست ہے۔ ایک رباعی آپ کی طرف منسوب ہے:

در راہ خدا ز سر قدم باید ساخت
سرمایہ اختیار خود میابد باخت
کفرست بخود نمائی بردن بجہان
از خویش بروں شدہ سویش میابد تاخت[19]

آپ کا مزار باغبان (ضلع دادو) میں ہے[20] حال میں مزار پر عالیشان مقبرہ تعمیر کرایا گیا ہے۔ صدیوں سے ہر مہینے کی پہلی جمعہ کی تاریخ، مزار پر ایک جلسہ ہوتا ہے اور مخدوم صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کی شادی اور اولاد کے متعلق تذکرے خاموش ہیں۔

## حوالہ جات


(۱) چچ نامہ میں سمہ قبیلے کا ذکر قبل از اسلام ملتا ہے۔ بتصحیح عمر بن محمد داؤد پوتہ حیدرآباد دکن (1939)

(۲) میر علی شیر قانع: تحفۃ الکرام 99-110 باہتمام سید حسام الدین راشدی سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد۔ 1971ع

(۳) مکلی نامہ: بتصحیح سید حسام الدین راشدی 88-98، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد۔ 1967ع داؤد پوتہ۔ 1938ع

(۵) مولانا سید عبدالحی: نزہۃ الخواطر جلد چہارم ص 75 مترجم ابویحیٰ امام خان نوشہروی۔ مقبول اکیڈمی لاہور 1985ع

(۶) حوالہ (۴) ص 199۔

(۷) گلزار ابرار اذکار ابرار مترجم فضل احمد جیوری ص 375 اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور۔ 1325ع

(۸) سید عبدالقادر: حدیقۃ الاولیاء ص 79 ترتیب سید حسام الدین راشدی۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد 1967ع

(۹) میر علی شیر قانع: تحفۃ الکرام ص 441 مترجم اختر رضوی سندھی ادبی بورڈ کراچی۔ 1959ع

(۱۰) ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی: پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں ص 441 سنگ میل پبلکیشنز لاہور 1994ع

(۱۱) جمال دہلوی: سیر العارفین ص 174 مترجم محمد ایوب قادری، مرکزی اردو بورڈ لاہور۔ 1976ع

(۱۲) جی - ایم- سید- پیغام لطیف سندھی ص 63 کراچی 1974ع

(۱۳) حوالہ (۱۰) ص 441

(۱۴) ایم- ایچ صدیقی کا مقالہ مہدی جونپوری ان سندھ جرنل رسرچ سوسائٹی آف پاکستان لاہور اپریل 1965ع

(۱۵) حوالہ (۴) ص 117

(۱۶) مولانا دین محمد وفائی تذکرہ مشاہیر سندھ سندھی، ص 66 باہتمام سید حسام الدین راشدی۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد 1985ع

(۱۷) حوالہ (۴) ص 199

(۱۸) حوالہ (۸) ص 79

(۱۹) میر علی شیر قانع: مقالاۃ الشعرا ص 81 باہتمام سید حسام الدین راشدی، سندھی ادبی بورڈ کراچی 1951ع

(۲۰) حوالہ (۸) ص 79۔